1964_6_294_301

6 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس 1964

کے۔کنکارتھنما اور دیگران

بنام

سٹیٹ آف آندھراپردیش اور دیگران

23 جنوری 1964

کے۔سبارؤا اور جے۔آر۔مدھولکر

حصول اراضی ایکٹ، 1894 (1 آف 1894)، دفعہ (2)(1) 18- اگر اس طرح کے معاملے سے نمٹنے کے قابل ہوتو معاوضے کی عدالت کی مقدار کے سوال پر عدالت کو کوئی حوالہ نہیں- ریاست کی طرف سے عدالت کے سامنے کارروائی پر کوئی اعتراض نہیں-اگر اسے معاف سمجھا جائے۔

ریاست کے ذریعہ حاصل کی گئی کچھ زمینوں کے سلسلے میں اپیل کنندگان کو دیئے گئے معاوضے کے حق سے متعلق تنازعہ پر حصول اراضی افسر نے مختلف دعویداروں کے درمیان معاوضے کی رقم کی تقسیم کے لئے عدالت کا حوالہ دیا۔ درخواست گزاروں میں سے چھ نے حصول اراضی کے افسر کے فیصلے کو قبول نہیں کیا اور عدالت کے ذریعہ فیصلہ کرنے کے لئے اس معاملے کو بھیجنے کے لئے ان کے پاس درخواستیں دیں۔ ان درخواستوں کی تعمیل میں ان کی طرف سے کوئی حوالہ نہیں دیا گیا جب یہ معاملہ عدالت کے سامنے آیا تو یہ اس بنیاد پر آگے بڑھا کہ اس کو دیا گیا ریفرنس صرف معاوضے کی تقسیم تک محدود نہیں تھا بلکہ معاوضے کی رقم کے حوالے سے بھی تھا۔ ماتحت جج کے سامنے ریاست کی جانب سے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا گیا کہ چھ درخواست گزاروں کی درخواستوں پر کسی ریفرنس کی عدم موجودگی میں عدالت اس معاملے سے نمٹنے کے قابل نہیں ہے۔ جب یہ معاملہ ہائی کورٹ میں اپیل میں اٹھایا گیا تو سرکاری وکیل نے سوال اٹھایا کہ معاوضے کی مقدار کے سوال پر ریفرنس کی عدم موجودگی میں عدالت کو اس معاملے پر غور کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہائی کورٹ نے اس عرضی کو اس کے سامنے اٹھانے کی اجازت دی لیکن آخر کار اسے منفی کر دیا اور اس نے معاوضے کی رقم کے بارے میں عدالت کے فیصلے میں بھی ترمیم کی۔ درخواست گزاروں نے ہائی کورٹ کے سامنے دلیل دی کہ ریاست کی جانب سے ماتحت جج کے سامنے ریفرنس کی عدم موجودگی کے بارے میں درخواست اٹھانے میں ناکامی کی وجہ سے یہ سمجھا جانا چاہئے کہ ریاست نے اس نکتے کو معاف کر دیا ہے۔ ہائی کورٹ نے اس

دلیل کو اس نقطہ نظر سے قبول کیا کہ یہ دائرہ اختیار کی کمی کا معاملہ نہیں ہے اور طریقہ کار میں خرابی اس طرح کی ہے جسے معاف کیا جا سکتا ہے۔

منعقد: (i) حصول اراضی ایکٹ کی دفعہ 18 میں شامل متعلقہ دفعات پر غور کرنے پر عدالت کا دائرہ اختیار صرف اس کے حوالہ کی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے۔ جہاں کہیں بھی کسی قانون کے ذریعہ دائرہ اختیار دیا جاتا ہے اور اس طرح کا دائرہ اختیار صرف اس میں شامل مخصوص شرائط پر دیا جاتا ہے، تو یہ ایک غیر معمولی اصول ہے کہ دائرہ اختیار بنانے اور بڑھانے کے لئے ان شرائط کی تعمیل کی جانی چاہئے، اور اگر ان کی تعمیل نہیں کی جاتی ہے تو دائرہ اختیار پیدا نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بنیادی دائرہ اختیار کے فقدان کا معاملہ تھا اور جہاں تک معاوضے کے تعین کا تعلق ہے تو ریفرنس کی عدم موجودگی کی بنیاد پر عدالت کے سامنے کارروائی پر اعتراض کرنے میں ریاست کی ناکامی معافی یا رضامندی کے مترادف نہیں ہو سکتی۔ درحقیقت جب موروثی دائرہ اختیار کی عدم موجودگی ہو تو اس نقص کو معاف نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی رضامندی سے اس کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

(ii) عدالت کے پاس معاوضے کی رقم کا تعین کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور اس طرح حصول اراضی افسر کے حکم کے پیچھے چلا جاتا ہے۔

نوسروان جی پیسٹونجی اور دیگران بنام میر مینودین خان ولود میر سبرودین خان بہادر، 6 ایم۔ایل۔اے 134، الڈرسن بنام پالیسر اور ایک اور، (1901) 2 کے۔بی 833 اور سیٹھ بدری پرساد اور دیگران بنما سیٹھ نگرمل اور دیگران (1959) درخواست (1) ایس۔سی۔آر 769 پر بھروسہ کرتے تھے۔

وینکٹ کرشنیا گارو بنام وزیر خارجہ، اے۔آئی۔آر 1939 (پی۔سی 60–39 ایم۔ایل۔جے 299) ممتاز۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: 1962 کی دیوانی اپیل نمبر 325۔

آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 4 اگست 1959 کے فیصلے اور فرمان کے خلاف اپیل مقدمہ نمبر 489 میں اپیل۔

اپیل کنندگان کی طرف سے کے بھیم شنکرم اور آر گنپتی ایر۔

جواب دہندہ نمبر 1 کے لئے پی۔رام ریڈی، ٹی۔وی۔آر۔ٹاٹا چاری اور بی۔آر۔جی۔کے۔ آچار۔

23 جنوری 1964. عدالت کا فیصلہ کس نے سنایا

مدھولکر جسٹس: یہ اپیل آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف ہے جس کے ذریعہ اس نے ریاست کے ذریعہ حاصل کی گئی کچھ زمینوں کے سلسلے میں ماتحت جج وجئے واڑہ کے ذریعہ اپیل کنندگان کو دیئے گئے معاوضے کی رقم کو کم کر دیا تھا۔

زیر بحث زمینیں سروے نمبر 339/1، 281/2 سے 8 اور 338/1 سے 3 ہیں جو وجئے واڑہ شہر سے کچھ فاصلے پر واقع ہیں اور وجئے واڑہ ایلورو روڈ کے ساتھ واقع ہیں۔ حصول اراضی افسر نے ان میں سے پہلے دو سروے نمبروں کے لئے 3500 روپے فی ایکڑ اور تیسرے سروے نمبر کے لئے 4000 روپے فی ایکڑ مقرر کیے تھے۔ فاضل جج نے تمام سروے نمبروں پر مشتمل زمینوں کے لئے 10,000 روپے فی ایکڑ کی یکساں شرح کی منظوری دی۔ سروے نمبر 339/1 سے 3 کے لئے معاوضے کے حق کے بارے میں کچھ تنازعات تھے اور حصول اراضی افسر نے مختلف دعویداروں کے درمیان معاوضے کی رقم کی تقسیم کے لئے عدالت کا حوالہ دیا۔ درخواست گزاروں میں سے چھ نے حصول اراضی افسر کے فیصلے کو قبول نہیں کیا اور قانون کے ذریعہ دی گئی مدت کے اندر انہیں تحریری طور پر درخواستیں دیں تاکہ معاملے کو عدالت کے فیصلے کے لئے بھیجا جا سکے۔ یہ عام بات ہے کہ ان درخواستوں کی تعمیل میں حصول اراضی افسر کی طرف سے کوئی حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ جب یہ معاملہ عدالت کے سامنے آیا تو اس نے اس بنیاد پر پیش رفت کی کہ حصول اراضی افسر کی جانب سے اس پر دیا گیا ریفرنس صرف معاوضے کی تقسیم تک محدود نہیں تھا بلکہ معاوضے کی رقم کے حوالے سے بھی تھا۔ تاہم ریاست کی جانب سے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا گیا کہ چھ درخواست گزاروں کی درخواستوں پر کسی ریفرنس کی عدم موجودگی میں عدالت اس معاملے سے نمٹنے میں نااہل ہے۔ ماتحت جج کے فیصلے سے اپیل کے ذریعے جب یہ معاملہ ہائی کورٹ کے سامنے اٹھایا گیا تو سرکاری وکیل نے سوال اٹھایا کہ حصول اراضی افسر کی جانب سے معاوضے کی مقدار کے سوال پر ریفرنس کی عدم موجودگی میں عدالت کو اس معاملے پر غور کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ حالانکہ ہائی کورٹ نے آخر کار معاوضے کی رقم کے بارے میں عدالت کے فیصلے کو رد کر دیا، بدقسمتی سے اس درخواست کو اس کے سامنے اٹھانے کی اجازت دے دی، لیکن آخر کار کچھ فیصلوں پر غور کرنے کے بعد، اسے منفی قرار دیا۔ ہم بدقسمتی سے کہہ رہے ہیں کیونکہ یہ اس طرح کی درخواست نہیں ہے جسے ریاست کو لینا چاہئے تھا۔ واضح طور پر معاوضے کی اجازت دینے کی شرح پر اعتراض کرنے والی درخواستیں ان زمینوں میں دلچسپی رکھنے والے افراد نے بروقت لے لی تھیں جو تحویل میں تھیں اور اس میں ان کا کوئی قصور نہیں تھا کہ حصول اراضی افسر کی طرف سے حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ درحقیقت، جب بھی حصول اراضی

قانون کی دفعہ 18 کے تحت درخواستیں دی جاتی ہیں، تو حصول اراضی افسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس وقت تک حوالہ دیں جب تک کہ درخواستوں کو مسترد کرنے کے لئے کوئی معقول بنیاد نہ ہو، مثال کے طور پر درخواستوں کو وقت پر روک دیا گیا تھا۔ جب ریاست کا ایک افسر اپنے فرائض کی منصفانہ انجام دہی میں کوتاہی برت رہا ہو تو ریاست کو اس حقیقت سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ ہماری مزید رائے ہے کہ عرضی اٹھائے جانے کے بعد ہائی کورٹ کو مشورہ دیا جاتا کہ وہ اس معاملے کو ملتوی کر دے تاکہ ہمارے سامنے اپیل کرنے والوں کو، جو ہائی کورٹ میں فریق تھے، اس قابل بنایا جا سکے کہ حصول اراضی افسر کو ریفرنس دائر کرنے پر مجبور کرنے کے لیے مناسب قدم اٹھائے جا سکیں۔

یہ سب کچھ چونکہ ہائی کورٹ نے اس کے سامنے پیش کرنے کی اجازت دی تھی اور ریاست کی طرف سے ہمارے سامنے اٹھایا گیا ہے اس لئے اس پر فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ درخواست گزاروں کی جانب سے ہائی کورٹ کے سامنے یہ دلیل دی گئی کہ ریاست کی جانب سے ماتحت جج کے سامنے ریفرنس کی عدم موجودگی کے بارے میں درخواست اٹھانے میں ناکامی کی وجہ سے یہ سمجھا جانا چاہئے کہ ریاست نے اس نکتے کو معاف کر دیا ہے۔ ہائی کورٹ نے اس دلیل کو اس نقطہ نظر سے قبول کیا کہ یہ دائرہ اختیار کی کمی کا معاملہ نہیں ہے اور طریقہ کار میں خرابی اس طرح کی ہے جسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ ہماری رائے میں ہائی کورٹ کا نظریہ درست نہیں ہے۔ حصول اراضی قانون کی دفعہ (1) 12 میں کہا گیا ہے کہ کلکٹر کے دفتر میں ایوارڈ داخل ہونے کے بعد، ایکٹ میں فراہم کردہ فیصلہ کے علاوہ، کلکٹر اور زمین کے حقیقی رقبے اور قیمت کے بارے میں دلچسپی رکھنے والے افراد کے درمیان حتمی اور حتمی ثبوت ہوگا اور دلچسپی رکھنے والے افراد میں معاوضے کی تقسیم ہوگی۔ واحد طریقہ جس میں ایوارڈ کو حتمی شکل دینے پر سوال اٹھایا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ زمین کی دفعہ 18 کی دفعات کا سہارا لیا جائے۔

حصول قانون، جس کی ذیلی دفعہ (1) اس طرح ہے:

" کوئی بھی دلچسپی رکھنے والا شخص جس نے ایوارڈ کو قبول نہیں کیا ہے، کرنل لیٹر کو تحریری درخواست دے کر یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ اس معاملے کو کلکٹر کے ذریعہ عدالت کے تعین کے لئے بھیجا جائے، چاہے اس کا اعتراض زمین کی پیمائش، معاوضے کی رقم، ان افراد کو جن کو یہ قابل ادائیگی ہے، یا دلچسپی رکھنے والے افراد میں معاوضے کی تقسیم پر ہو۔

ذیلی دفعہ (2) کی شق اس وقت کا تعین کرتی ہے جس کے اندر ذیلی دفعہ (1) کے تحت درخواست دی جانی ہے۔ دفعہ 19 کلکٹر کے ذریعہ ریفرنس بنانے کا اہتمام کرتا ہے اور ان معاملات کی وضاحت کرتا ہے جو

اس ریفرنس میں شامل ہونے ہیں۔اس طرح کلکٹر کے ذریعہ دیئے گئے حوالہ پر ہی معاملہ عدالت میں جاتا ہے۔اس طرح کا ریفرنس دائر ہونے کے بعد ہی عدالت کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ ایوارڈ کے دعویدار کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراضات کا تعین کرے۔ دفعہ 21 عدالت کے سامنے کارروائی کے دائرہ کار کو اعتراض سے متاثر ہونے والے افراد کے دلائل پر غور کرنے تک محدود کرتی ہے۔اس طرح یہ دفعات اس بات میں کوئی شک نہیں چھوڑتی ہیں کہ عدالت کا دائرہ اختیار صرف اس کے حوالہ کی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حصول اراضی افسر نے حصول اراضی قانون کی دفعہ 30 کے تحت ایک ریفرنس دیا ہے لیکن وہ حوالہ صرف مختلف دعویداروں کے درمیان معاوضے کی تقسیم سے متعلق تھا۔اس طرح کا ریفرنس یقینی طور پر عدالت کو کسی ایسے معاملے پر غور کرنے کے دائرہ اختیار میں شامل نہیں کرے گا جس کا اس سے براہ راست تعلق نہیں ہے۔ یہ محض ایک تکنیکی بات نہیں ہے جیسا کہ پریوی کونسل نے نسروانجی پیسٹونجی اور دیگر بمقابلہ میر مینودین خان وولود میر سدرالدین خان بہادر میں نشاندہی کی ہے جہاں کہیں بھی کسی قانون کے ذریعہ دائرہ اختیار دیا گیا ہے اوراس طرح کا دائرہ اختیار صرف اس میں شامل مخصوص شرائط پر دیا گیا ہے یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ ان شرائط پر عمل کیا جانا چاہئے، دائرہ اختیار بنانے اور بڑھانے کے لئے،اور اگر ان کی تعمیل نہیں کی جاتی ہے تو دائرہ اختیار پیدا نہیں ہوتا ہے ۔لہذا یہ فطری دائرہ اختیار کے فقدان کا معاملہ تھا اور جہاں تک معاوضے کے تعین کا تعلق ہے تو ریفرنس کی عدم موجودگی کی بنیاد پر عدالت کے سامنے کارروائی پر اعتراض کرنے میں ریاست کی ناکامی معافی یا رضامندی کے مترادف نہیں ہو سکتی۔درحقیقت جب موروثی دائرہ اختیار کی عدم موجودگی ہو تو اس نقص کو معاف نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی رضامندی سے اس کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔

ایلڈرسن بنام پلیسر و دیگر اپیل کورٹ نے کہا کہ جہاں کارروائی کے چہرے پر دائرہ اختیار کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔اسے معاف نہیں کیا جاسکتا۔سیٹھ بدری پرساد اور دیگر بنام سیٹھ ناگرمل اور دیگر معاملے میں عدالت نے کہا ہے کہ کسی لین دین کے غیر قانونی ہونے کی حد اگرچہ مندرجہ ذیل عدالتوں میں نہیں کی گئی ہے، اسے بھی اس عدالت میں دائر کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے اگر یہ معاملے میں دلیل کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔حالانکہ، ہائی کورٹ نے وینکٹ کرشنیا گارو بنام سکریٹری آف اسٹیٹ معاملے میں نجی کونسل کے فیصلے پر مبنی ہیاس معاملے میں دراصل کلکٹر کی طرف سے عدالت کو ایک ریفرنس دیا گیا تھا لیکن یہ حوالہ کلکٹر نے قانونی طور پر معاوضے کے حقدار شخص کی درخواست پر نہیں دیا تھا بلکہ ایک ایسے شخص کی طرف سے دیا گیا تھا جس کی جائیداد کی ملکیت کا دعوی دیوانی عدالت کے سامنے ناکام ہو گیا تھا لیکن جواب بھی

حصول اراضی کی کارروائی میں فریق تھا۔ ہماری رائے میں یہ فیصلہ اس مختصر بنیاد پر الگ الگ ہے کہ یہاں کلکٹر یا حصول اراضی افسر کی طرف سے کوئی حوالہ نہیں ہے، حالانکہ اس معاملے میں کلکٹر نے ایک حوالہ دیا تھا، حالانکہ اسے بناتے ہوئے اس نے قانون کی غلطی کی تھی کہ اس نے ایک ایسے شخص کی درخواست پر کارروائی کی تھی جس کی زمین میں کوئی دلچسپی نہیں پائی گئی تھی۔ لہٰذا ہائی کورٹ سے اختلاف کرتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ عدالت کے پاس معاوضے کی رقم کا تعین کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور اس طرح وہ حصول اراضی کے افسر کے حکم کے پیچھے چلے جاتے ہیں۔

اس مختصر بنیاد پر اپیل خارج کی جانی چاہیے۔ تاہم، ہم نے جناب بھیما شنکرم کو میرٹ پر سنا ہے۔ اور ہماری رائے میں ایسی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں ہے جو ہائی کورٹ کے ذریعہ اخذ کردہ نتائج میں مداخلت کا جواز پیش کرے۔

معاوضے کی رقم کا تعین کرنے کے لئے ریاست کی طرف سے سات فروخت کے دستاویز دائر کیے گئے تھے، Ex.A1 سے A4، اور اپیل کنندگان کی طرف سے B1 سے B3۔ ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں فروخت کے کاموں کا خلاصہ پیش کیا ہے اور ہم اسے دوبارہ پیش کرنے سے بہتر کچھ نہیں کر سکتے ہیں

سیریل نمبر	نمائش	تاریخ	زمین کی وسعت اے سی ایس، سی ٹی ایس	مقدار روپے	قیمت فی ایکڑ روپے	حاصل کردہ سائٹ کی قربت
1	A-1	15-2-46	0-40 1/2	1750	4240	مقدمے کے برعکس زمین اور مرکزی سڑک کی تعمیر
2	A-2	25-8-46	0-65 1/4	2500	3800	کچھ فاصلے پر سائٹ کی سائٹ سے وارڈ ایلورو کے لئے اراضی حاصل کی
3	A-3	9-10-49	1-00	4500	4500	حاصل کی گئی زمین کے بالکل قریب ایک ہی دکان
4	A-4	9-10-46	1-00	4500	4500	یک ہی سائٹ کا حصہ، اور دکان

5	B-1	14-10-46	0-70	7000	10000	سوٹ کی جگہ سے 5 فرلانگ دور اور بیزواڑہ کےقریب
6	B-2	14-2-47	1-09	12000 سےزیادہ	12000	بیزواڑہ سے پانچ فر لمبے فاصلے پر
7	B-3	24-1-46	0-36	1850	5000	یہ اسی زمین کا ایک حصہ اور پارسل ہے جسے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ان میں سے Ex.A1 اور A2 کو ہائی کورٹ نے اس بنیاد پر مسترد کردیا تھا کہ یہ ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت نوٹیفکیشن کی تاریخ سے کئی مہینے پہلے ہے کیونکہ اس میں شامل زمین حصول اراضی سے اور Ex.A1 کچھ دور ہے اور اس زمین سے وجے واڑہ سے بھی زیادہ دور ہے۔ ہائی کورٹ نے اسی طرح Ex.A2 کو اس بنیاد پر مسترد کردیا کہ یہ لین دین نوٹیفکیشن کی اشاعت کے چار ماہ بعد کیا گیا تھا اور مزید بنیاد پر کہ یہ حاصل کی گئی زمین سے پانچ فرلانگ کے فاصلے پر وجئے واڑہ کی سمت میں واقع ہے۔ اس نے بظاہر Ex.B3 کو بھی مسترد کردیا ہے، حالانکہ اس کے تحت فروخت کی گئی زمین اسی زمین کا ایک حصہ ہے جسے حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ زمین یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہاں بیچی گئی زمین کا رقبہ صرف 36 سینٹ ہے۔ اس نے Exs.A 3 اور A4 کو قبول کیا ہے اور اس بنیاد پر ان تمام زمینوں کے لئے 4500 روپے فی ایکڑ کے حساب سے معاوضہ دیا ہے۔ جہاں تک Ex.B1 کا تعلق ہے تو ہائی کورٹ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اگرچہ اس میں 14 اکتوبر 1946 کی تاریخ درج ہے لیکن ان حالات میں کہ یہ اصل میں 13 فروری 1947 کو رجسٹرڈ کیا گیا تھا اور استعمال کیے گئے کچھ اسٹامپ پیپرز ان افراد کے نام پر تھے جن کا لین دین سے کوئی تعلق نہیں تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعی پہلے سے طے شدہ ہے تا کہ یہ وقت سے پہلے معلوم ہو۔

ہماری رائے میں ہائی کورٹ نے ان تین نمائشوں B1، B2 اور B3 کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، اس میں کافی طاقت نظر آتی ہے۔ کسی بھی قیمت پر ہم یہ نہیں سوچتے کہ کوئی ٹھوس بنیاد ہے جس پر ہم ان لین دین کو مختلف انداز میں دیکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ دستاویزات ختم ہوجاتی ہیں، جیسا کہ سا Ex.A1 اور A2 بھی، تو

ہمارے پاس صرف Ex.A 3 اور A4 رہ جاتے ہیں ۔ ہمارے سامنے کچھ دلیل پیش کی گئی تھی کہ ان دستاویزات کے ذریعہ پیش کردہ لین دین میں شامل زمینوں کو سڑک تک براہ راست رسائی حاصل نہیں ہے اور لہذا، ان کی اچھی قیمت نہیں مل سکتی تھی۔ اس حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ یہ تمام زرعی زمینیں ہیں، 4500 روپے فی ایکڑ کی شرح سے انہیں فروخت کیا گیا تھا، پہلی نظر میں ناکافی نہیں سمجھا جا سکتا۔ جہاں تک رسائی کا تعلق ہے، یہ کہنا کافی ہے کہ وہ اسی کھیت کے حصے ہیں جو سڑک پر ہیں، حالانکہ فروخت ہونے والے حصے خود سڑک پر نہیں ہیں ۔ چونکہ ان فروخت شدہ زمینیں اسی کھیت کا حصہ تھیں جو سڑک پر واقع ہوتی ہیں لہذا ان زمینوں کو خریدنے والوں کو قدرتی طور پر فروخت نہ ہونے والی زمین پر راستے کا حق حاصل ہوگا تاکہ سڑک تک رسائی حاصل کی جا سکے۔

ان حالات میں ہم سمجھتے ہیں کہ اپیل بے معنی ہے۔ اس کے مطابق ہم اسے اخراجات کے ساتھ مسترد کرتے ہیں۔

اپیل خارج کردی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document